آپ ﷺ کے نسب کے حوالے سے مستشرقین وملحدین کے اعتراضات کا علمی جائزہ

A scholarly review of the objections raised by Orientalists and atheists regarding the lineage of Prophet Muhammadﷺ

Dr. Hafiz Saeed ur Rehman
Lecturer, Department of Islamic Thought, History and Culture,
Allama Iqbal Open University, Islamabad.
Email: saeed.rehman@aiou.edu.pk

Abstract
Orientalists and atheists continue to object to Islamic sciences from various aspects to weaken Islam. In this context, their objections to the biography of the Prophet ﷺ are many, one of which is that according to the narrations of the Holy Biography, both Hazrat Abdul Muttalib and his son Hazrat Abdullah were married in the same gathering, as a result of which the Messenger of Allah ﷺ was born in Hazrat Abdullah's home while Hazrat Hamza was born in Abdul Muttalib's house. According to narrations, Hazrat Amina got pregnant soon after marriage. According to this calculation, the Messenger of Allah ﷺ may be the same age as Hazrat Hamza or older than him, while the narrations of the Holy Biography have the reverse that Hazrat Hamza was two or four years older than the Messenger of Allah ﷺ. Now how is that possible? On this basis, the Orientalists point to the character and chastity of Hazrat Amina and the pure lineage of the Prophet ﷺ and say that if the normal period of pregnancy is nine months, Hazrat Amina's pregnancy should be three years after the death of Hazrat Abdullah. By saying this, they try to cast doubt on the blessed lineage of the Prophet. The fact is that the marriage of Hazrat Abdullah and Hazrat Abdul Muttalib did not take place in the same gathering. Even if it is assumed that it took place in the same gathering, it does not necessarily follow that the intercourse also took place at the same time. It is possible that Hazrat Abdullah had intercourse after such a long time, due to which there was a difference of four or two years between the ages. Even if it is accepted that the marriage and intercourse of both took place at the same time, then there may be a difference of years between the ages and it is such that according to some narrations, Hazrat Amina's first pregnancy was aborted and the Messenger of Allah ﷺ was born from the second pregnancy. In short, the Orientalists have tried to get the desired results instead of investigating the traditions, which is considered treason in the academic world.
Keywords: atheists, Hazrat Abdullah, Hazrat Abdul Muttalib, Hazrat Amina, Hazrat Hamza, lineage, marriage, Orientalists

مستشرقین جہاں قرآن وحدیث کے مطالعے پہ زور دیتے ہیں وہیں وہ سیرت النبی کو بھی برابر کی اہمیت دیتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ سیرت النبی قانون سازی کا ایک بڑا ذریعہ اور دین اسلام کی عملی تصویر ہے جو زندگی کے تمام گوشوں کو خوب واضح کرتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے حسب روایت اسلام دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مختلف

پہلوؤں سے سیرت النبی ﷺ پر شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کی تاکہ اس بنیاد پر اسلام کی عمارت کو کمزور کیا جاسکے۔ مستشرقین میں سے بعض ملحد اور بعض اہل کتاب ہیں۔ ہر دو صورت میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس کے منکر ہیں اس لیے آج تک وہ سیرت النبی ﷺ کا غیر جانبدارانہ مطالعہ نہیں کرسکے۔ اسی عناد اور تعصب کی بنیاد پر انہوں نے سیرت النبی پر کئی رکیک اعتراضات کیے ہیں۔

انہی میں سے ایک اعتراض آپ ﷺ کے حمل میں رہنے کی مدت پر ہے جس کے نتیجے میں وہ حضرت آمنہ کے کردار وعفت اور آپ ﷺ کے نسب مطہر پر انگلی اٹھاتے ہیں۔ اس اعتراض کی بنیاد درج ذیل روایات ہیں۔

پہلی روایت: ابن سعد فرماتے ہیں کہ حضرت عبد المطلب بن ہاشم (نے ہالہ بنت وہیب سے) اور حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب نے (آمنہ بنت وہب سے) ایک ہی مجلس میں شادی کی۔ ہالہ بنت وہیب سے حضرت عبد المطلب کے بیٹے حضرت حمزہ بن عبد المطلب پیدا ہوئے۔ نسب کے لحاظ سے یہ آپ ﷺ کے چچا اور رضاعت کے لحاظ سے بھائی تھے[(1)]۔

دوسری روایت: شادی کے بعد حضرت عبد اللہ نے حضرت آمنہ کے گھر ہی ان کے ساتھ ہمبستری کی۔ بقول ابن اسحاق جب شادی ہوئی تو اسی وقت حضرت عبد اللہ حضرت آمنہ کے پاس گئے اور ان سے ہمبستری کی جس سے حضرت آمنہ آپ ﷺ کو لے کر حاملہ ہوئیں[(2)]۔

تیسری روایت: ابن سعد فرماتے ہیں "كَانَ أَسَنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صلّى الله عليه وسلم بِأَرْبَعِ سِنِينَ[(3)]۔ (حضرت حمزہ، عمر میں رسول اللہ ﷺ سے چار سال بڑے تھے)۔ ابن سید الناس فرماتے ہیں کہ چار سال بڑے ہونے والی روایت سے زیادہ صحت کے قریب ابن اسحاق کی روایت ہے کہ حضرت حمزہ بن عبد المطلب عمر میں رسول اللہ ﷺ سے دو سال بڑے تھے۔ واللہ اعلم[(4)]۔

ان تین روایات کو جوڑ کر اعتراض کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عبد المطلب اور حضرت عبد اللہ دونوں کی شادی ایک مجلس میں ہوئی۔ حضرت آمنہ شادی کے بعد جلد حاملہ ہوگئیں۔ اس حساب سے رسول اللہ ﷺ حضرت حمزہ کے ہم عمر یا ان سے بڑے ہوسکتے ہیں۔ اب یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت حمزہ آپ ﷺ سے دو یا چار سال بڑے ہوں؟

بعض مستشرقین نے اس اعتراض کا از خود جواب دیتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا کہ رسول اللہ ﷺ چار سال تک حمل میں رہے[(5)]۔ جبکہ ملحدین نے العیاذ باللہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے کردار پر شک کیا اور آپ ﷺ

کے نسب کو مجروح کرنے کی کوشش کی اور کہا کہ حمل کی عام مدت یعنی نوماہ ہونے کی صورت میں حضرت آمنہ کا حمل حضرت عبد اللہ کی وفات کے تین سال بعد ٹھہرنا چاہیے[6]

جواب سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ کتب سیرت میں ہر طرح کی روایات موجود ہیں۔ علامہ حلبی فرماتے ہیں "ولا يخفى أن السير تجمع الصحيح والسقيم والضعيف والبلاغ والمرسل والمنقطع والمعضل دون الموضوع"[7] (کتب سیرت میں موضوع روایات کے علاوہ صحیح، سقیم، ضعیف، مرفوع، مرسل، منقطع اور معضل ہر طرح کی روایات ہوتی ہیں)۔ اس لئے کتب سیرت میں موجود ہر روایت کو پرکھنا ضروری ہے۔ ہر وہ روایت جس سے آپ ﷺ کی عزت وناموس پر حرف آتا ہو یا آپ ﷺ کے نسب پر آنچ آتی ہو، واجب التاویل یا واجب الترک ہے۔ مستشرقین اور ملحدین نے صحیح وضعیف کی تحقیق کیے بغیر من چاہی روایات کو لے کر اعتراض کر دیا، ان کی استنادی حیثیت اور ان کے درمیان ممکنہ تطبیق کو نہیں دیکھا۔

کفار مکہ نے لاکھ مخالفت اور عداوت کے باوجود آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے کردار اور آپ ﷺ کے نسب پر اعتراض نہیں کیا کیونکہ سب کو آپ ﷺ کے پاکیزہ نسب اور امہات کا عالی کردار معلوم تھا۔ حضور ﷺ کی والدہ محترمہ، تمام دادیاں اور نانیاں طاہرات وعفیفات ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بھی انسانوں کے دو گروہ بنے تو اللہ نے مجھے ان میں سے بہتر میں رکھا۔ میں اپنے والدین سے پیدا ہوا ہوں اور زمانہ جاہلیت کے گند میں سے مجھے کچھ بھی نہیں پہنچا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اپنے والدین تک میں نکاح کے نتیجے میں پیدا ہوا ہوں زنا سے نہیں۔ میں تم سب سے ذات اور والد کے حوالے سے بہتر ہوں[8]۔

مذکورہ بالا اعتراض کے متعدد جوابات دیے جاسکتے ہیں۔

پہلا جواب

ابن کثیر نے مذکورہ روایت میں حضرت عبد المطلب اور حضرت عبد اللہ کی شادی کے درمیان کے وقفے کے لئے ثم کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جب ایک کام پہلے ہوا ہو اور دوسرا اس کے بعد تو ان کے درمیان وقفے کے لئے ثم کا لفظ لایا جاتا ہے۔ ابن کثیر فرماتے ہیں "فَتَزَوَّجَ هَالَةَ بِنْتَ وُهَيْبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ زُهْرَةَ فَوَلَدَتْ حَمْزَةَ وَصَفِيَّةَ، ثُمَّ تَزَوَّجَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ آمِنَةَ بِنْتَ وَهْبٍ فَوَلَدَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"[9]۔ (حضرت عبد المطلب نے ہالہ بنت وہیب بن عبد مناف بن زہرہ سے شادی کی جس کے بطن سے حضرت حمزہ اور حضرت صفیہ پیدا ہوئے۔ پھر اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب نے حضرت آمنہ بنت وہب سے شادی کی جن سے آپ ﷺ پیدا ہوئے)۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ باپ بیٹا دونوں کی شادی ایک مجلس میں

نہیں ہوئی بلکہ عبد المطلب کی شادی پہلے ہوئی جس سے ان کے دو بچے حضرت حمزہ اور حضرت صفیہ پیدا ہوئے۔ چونکہ حضرت عبد اللہ نے اس کے بعد حضرت آمنہ سے شادی کی اس لئے آپ ﷺ حضرت حمزہ سے دو یا چار سال چھوٹے ہیں لہذا کوئی اعتراض والی بات نہیں۔ اس بات کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عبد المطلب نے نذر مانی تھی کہ اگر ان کے دس بیٹے ہوئے تو ان میں سے ایک کو ذبح کریں گے۔ جب دس بیٹے ہوگئے تو نذر پوری کرنے کے لیے قرعہ ڈالا گیا جس میں حضرت عبد اللہ کا نام ذبح کے لئے نکلا۔ اس وقت تک حضرت عبد اللہ کی شادی نہیں ہوئی تھی جبکہ حضرت حمزہ موجود تھے۔ اس لئے حضرت حمزہ کا آپ ﷺ سے بڑا ہونا کوئی تعجب والی بات نہیں۔

اس اعتراض کا سبب یہ ہوا کہ راویوں نے روایت بالمعنی کرتے ہوئے لفظ ثم کا خیال نہیں رکھا جس سے معنی میں کافی فرق پڑ گیا۔ یہاں تک کہ روایت بالمعنی کرتے ہوئے بعض نے تو صراحت کے ساتھ کہہ دیا کہ دونوں شادیاں ایک ہی مجلس میں ہوئیں۔

دوسرا جواب

تزوج کا لفظ جہاں شادی کے لئے استعمال ہوتا ہے وہیں نکاح کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، اس لئے ہو سکتا ہے اس وقت کے دستور کے مطابق پہلے صرف نکاح ہوا ہو اور بعد میں رخصتی ہوئی ہو۔ مثلا حضرت عائشہ فرماتی ہیں ((اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ))[10]۔ (رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے جب مجھ سے نکاح کیا تو اس وقت میں چھ سال کی بچی تھی اور جب مجھ سے خلوت کی گئی تو میری عمر نو سال تھی)۔ یوں تزوج (نکاح) کے تین سال بعد ہمبستری ہوئی۔ اس لئے یہ بات ممکن ہے کہ نکاح کے بعد آمنہ کی رخصتی اتنے عرصے بعد ہوئی ہو کہ حضرت حمزہ اور آپ ﷺ میں چار سال کا فرق آگیا ہو۔

تیسرا جواب

اگر مان بھی لیا جائے کہ شادی ایک مجلس میں ہوئی تو اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ ہمبستری بھی ایک وقت میں ہوئی ہو گی۔ ہمبستری تو موقع ملنے پر ہوتی ہے۔ اس حوالے سے ابن اِسحاق نے جو روایت نقل کی ہے اس کے شروع میں ذکروا (لوگوں کا کہنا ہے)، ابن ہشام کی روایت میں زَعَمُوا (لوگوں کا گمان ہے) کے الفاظ ہیں جبکہ علامہ حلبی نے یہی روایت لفظ قیل (کہا گیا ہے) کے ساتھ ذکر کی ہے[11]۔ ان الفاظ سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ روایت یقینی نہیں بلکہ تخمینہ ہے۔ اس لئے یہ بات ممکن ہے کہ حضرت عبد اللہ نے حضرت عبد المطلب کے بعد اتنے وقفے سے ہمبستری کی ہو کہ حضرت حمزہ آپ ﷺ سے چار سال یا باختلاف روایات دو سال بڑے ہوں۔ پاکستان کے بعض علاقوں جیسے کوہستان میں اب تک یہ رواج تھا کہ شادی کے بعد دلہا اور دلہن کی کئی ماہ بعد آپس میں ملاقات ہوتی

تھی۔ کوہستان کے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ رخصتی کے سات ماہ بعد میری اور بیوی کے ملاقات ہوئی تھی۔ اس نے مزید بتایا کہ یہ معاملہ ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جن کی پہلی شادی ہو جبکہ دوسری یا تیسری شادی والوں کے ساتھ یوں نہیں ہوتا بلکہ رخصتی کے بعد جلد ملاقات ہو جاتی ہے۔ لہذا ہو سکتا ہے کہ اسی طرح کی صورتحال وہاں بھی ہو اور حضرت عبد المطلب نے پہلے اور حضرت عبداللہ نے ایک عرصے بعد ہمبستری کی ہو۔

مزید بر آں اس پر ایک قرینہ حضرت عبداللہ اور رقیقہ بنت نوفل کی ملاقات میں رقیقہ کی گفتگو بھی ہے۔ حضرت عبداللہ اپنے والد حضرت عبد المطلب کے ساتھ مدینہ منورہ جارہے تھے جہاں رستے میں اس عورت سے ملاقات ہوئی۔ اس نے حضرت عبداللہ سے کہا "يا فتى، هل لك أن تقع عليّ الآن وأعطيك مئة من الإبل؟[12] (اے نوجوان اگر میں تجھے سو اونٹ دوں تو ابھی میرے ساتھ ہمبستری کرے گا؟)۔ یہ کیسے قرینہ ہے؟ اس کو سمجھنے سے پہلے یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ بعض روایات کے مطابق یہ عورت ورقہ بن نوفل کی بہن تھی اور سابقہ کتب کی عالمہ تھی۔ یعنی اپنے دور کی نیک اور پارساخواتین میں سے تھی۔ اس نے حضرت عبداللہ کو شادی کی پیش کش کی تھی، یہ کوئی فجور کی دعوت نہیں تھی۔ اسی لئے جب حضرت عبداللہ حضرت آمنہ سے شادی کرنے کے بعد اس عورت کے پاس آئے تو اس نے کہا" والله ما أنا بصاحبة ريبة، ولكني رأيت في وجهك نوراً، فأردتُ أن يكون فيَّ، وأبى الله إلاَّ أن يجعله حيث أراد[13] (اللہ کی قسم! میں کوئی بدکار عورت نہیں ہوں، میں نے آپ میں ایک نور دیکھا تھا، میں نے چاہا کہ وہ نور مجھے حاصل ہو جائے لیکن اللہ نے یہ نہیں ہونے دیا اور اس نے اس نور کو وہاں رکھ دیا جہاں اس نے چاہا)۔ اسی طرح حضرت عبداللہ اپنے وقت کے تمام لوگوں سے افضل تھے اور قرآن کی اصطلاح میں ساجد تھے۔ ان کا فجور میں مبتلا ہونا بہت بعید ہے۔ لہذا خلاصہ یہ ہوا کہ یہ شادی کی دعوت تھی، گناہ کی نہیں۔ شاید اس وقت رخصتی کے بعد تاخیر سے بھی زوجین کی ملاقات کا معاملہ ہوتا ہو اس لئے رقیقہ بنت نوفل نے کہا کہ شادی کے بعد فوراً مجھ سے ہمبستری کرو۔ چونکہ حضرت عبداللہ میں موجود نور کو وہ جلد از جلد حاصل کرنا چاہتی تھی اس لئے جلد ہمبستری کرنے کے عوض سو اونٹ دینے کی پیشکش کی۔

اس جواب (کہ ہمبستری تاخیر سے ہوئی) پر ایک اعتراض ہو سکتا ہے۔ وہ یہ کہ سیرت ابن ہشام میں ہے کہ حضرت عبداللہ شادی کے بعد حضرت آمنہ سے ہمبستری کر کے جب اس عورت (جس نے انہیں شادی کے بدلے سو اونٹ کی پیشکش کی تھی) کے پاس پہنچے تو اس نے پہلے جیسا استقبال کیا اور نہ ہی توجہ دی، اس پر حضرت عبداللہ نے کہا" مَا لَك لَا تَعْرِضِينَ عَلَيَّ الْيَوْمَ مَا كُنْتِ عَرَضْتِ عَلَيَّ بِالْأَمْسِ؟ قَالَتْ لَهُ: فَارَقَكَ النُّورُ الَّذِي كَانَ مَعَكَ بِالْأَمْسِ [14]۔ (تجھے کیا ہوا کہ آج تو وہ پیشکش نہیں کر رہی جو تو نے کل کی تھی۔ اس نے کہا

"کل جو آپ کے اندر نور تھا وہ نکل گیا ہے "یعنی اس لئے توجہ نہیں دی)۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبد اللہ نے شادی کے فوراً بعد ہمبستری کی اور دوسرے دن اس عورت کے پاس پہنچ گئے، کیونکہ حضرت عبد اللہ نے اس عورت کو اپنی "گزشتہ کل" کی ملاقات کا حوالہ دیا اور عورت نے بھی جواب میں "گزشتہ کل" کا ذکر کیا۔ امس کا لفظ عربی زبان میں گزشتہ کل کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عبد اللہ نے شادی کے پہلے دن حضرت آمنہ سے ہمبستری کی جس سے وہ آپ ﷺ کو لے کر حاملہ ہوئیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ روایت میں امس کا لفظ علی الاطلاق گزشتہ وقت کے لئے استعمال ہوا ہے ناکہ گزشتہ کل کے معنی میں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ عورت کعبہ کے جوار میں رہتی تھی[15] اور حضرت عبد اللہ کی شادی مدینہ منورہ میں ہوئی۔ اس دور میں مکہ سے مدینہ کا سفر ایک دن میں نہیں ہو سکتا تھا، اس لئے یہ بات ناممکن ہے کہ ایک دن مدینہ منورہ میں شادی ہو اور دوسرے دن آدمی مکہ پہنچ جائے۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ یہاں امس کا لفظ گزشتہ وقت کے لئے ہے ناکہ گزشتہ کل کے لئے۔ مزید بر آں ابن ہشام نے اس روایت کے شروع میں زعموا کے الفاظ لائے ہیں جس سے روایت کے یقینی نہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

چوتھا جواب

اگر مان لیا جائے کہ دونوں شادیاں ایک مجلس میں ہوئیں، ہمبستری بھی ایک وقت میں ہوئی اور حضرت آمنہ کو فوراً حمل بھی ٹھہر گیا تب بھی حضرت حمزہ عمر میں آپ ﷺ سے دو سال یا چار سال بڑے ہو سکتے ہیں۔ وہ ایسے کہ آپ ﷺ کو حمل میں لینے سے پہلے بھی حضرت آمنہ کو حمل ہوا تھا جو قبل از ولادت ضائع ہو گیا تھا یعنی شادی کے بعد پہلا حمل ساقط ہو گیا تھا اور اس کے بعد دوسرا حمل ہوا جس سے آپ ﷺ پیدا ہوئے۔ یوں حضرت عبد اللہ اور حضرت عبد المطلب کی شادی اور ہمبستری ایک ساتھ ہونے کے باوجود بھی حضرت حمزہ اور آپ ﷺ کی عمر میں سالوں کا فرق آ گیا۔ حضرت آمنہ کو ایک سے زائد حمل ہونے کے حوالے سے علامہ شامی فرماتے ہیں "قول آمنة: «فلم أر حملاً كان أخفّ عليّ منه» يفهم منه أنها حملت بغيره صلى الله عليه وسلم.[16] (حضرت آمنہ کے قول کہ میں نے اس (محمد ﷺ کو حمل میں لے کر اس) حمل سے زیادہ اپنا کوئی حمل خفیف اور ہلکا محسوس نہیں کیا، سے معلوم ہو رہا ہے کہ انہیں آپ ﷺ کے علاوہ کوئی اور حمل بھی ہوا تھا۔ ابن سعد نے اس حوالے سے جو روایت نقل کی ہے وہ زیادہ صریح ہے۔ وہ فرماتے ہیں "عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ النَّبِيِّ صلّى الله عليه وسلم: قَدْ حَمَلْتُ الْأَوْلَادَ فَمَا حَمَلْتُ سَخْلَةً أَثْقَلَ مِنْهُ [17] (اسحاق بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی والدہ نے فرمایا" مجھے ایک سے زائد بچوں کا حمل ہوا ہے، لیکن اس (محمد ﷺ) سے زیادہ

کوئی حمل بھاری نہیں تھا)۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت آمنہ کو آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور بچے کا حمل بھی ہوا تھا۔ تاہم ابن سعد نے مذکورہ روایت کے بعد اس پر واقدی کی جرح نقل کی ہے "وَهَذَا مِمَّا لَا يُعْرَفُ عِنْدَنَا وَلَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لَمْ تَلِدْ آمِنَةُ بِنْتُ وَهْبٍ وَلَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ غَيْرَ رَسُولِ اللَّهِ صلّى الله عليه وسلم" (یہ ان باتوں میں سے ہے جس کو ہمارے اور اہل علم میں سے کوئی نہیں جانتا۔ صحیح بات یہ ہے کہ حضرت آمنہ اور حضرت عبد اللہ کی رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی اولاد نہیں تھی)۔ اس تفصیل سے ہمارے سامنے دو اقوال آگئے۔ ایک یہ کہ حضرت آمنہ کو ایک سے زائد بار حمل ہوا اور دوسرا واقدی کا قول کہ ابوین کریمین کی آپ ﷺ کے علاوہ کوئی اولاد نہیں تھی۔ علامہ شامی دونوں اقوال میں تطبیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں "فلا يمتنع أن تكون آمنة أسقطت من عبد الله سقطاً فأشارت بذلك إليه فتجتمع الروايات إن قبلنا كلام الواقديّ[18]. (یہ بات ممتنع نہیں کہ حضرت عبد اللہ سے حضرت آمنہ کا کوئی حمل ساقط بھی ہوا ہو، جس کی طرف حضرت آمنہ نے اشارہ کیا ہو۔ اگر ہم واقدی کے کلام کو قبول کر لیں تو اس صورت میں روایات میں تطبیق ہو جائے گی)۔

الغرض آپ ﷺ کو حمل میں لینے سے پہلے حضرت آمنہ کا حمل ساقط ہوا تھا جبکہ ہالہ بنت وہیب کا حمل ضائع نہیں ہوا اور پہلے ہی حمل سے حضرت حمزہ پیدا ہو گئے جبکہ آپ ﷺ حضرت آمنہ کے دوسرے حمل سے پیدا ہوئے۔ یوں ان دونوں کی عمروں میں دو یا چار سال کا فرق ہو گیا۔

اس جواب پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ سبط ابن جوزی نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ حضرت آمنہ کو آپ ﷺ کے علاوہ کوئی اور حمل نہیں ہوا، تو پھر اوپر ذکر کردہ بات کیسے درست ہو سکتی ہے؟ اس کا ایک جواب تو شامی نے دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں "جازف سبط ابن الجوزي- رحمه الله تعالى- كعادته فقال: أجمع علماء النقل على أن آمنة لم تحمل بغير رسول الله صلى الله عليه وسلم .... ولا يخفى وهي كلامه[19]. (سبط ابن جوزی نے اپنی عادت کے مطابق تخمینے سے کام لیتے ہوئے کہا کہ علماءِ نقل کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت آمنہ کو آپ ﷺ کے علاوہ کوئی اور حمل نہیں ہوا)۔ اس سے معلوم ہوا کہ سبط ابن جوزی کا اجماع نقل کرنا معتبر نہیں۔ علامہ حلبی اس حوالے سے فرماتے ہیں "على أن إمكان حملها بسقط لا يقدح في نقل الإجماع على أنها لم تحمل بغيره صلى الله عليه وسلم، لإمكان أن مراده حملا تاما[20]. (حضرت آمنہ کا حمل کا ساقط ہونا اجماع کے منافی نہیں کیونکہ اس بات کا امکان ہے کہ سبط ابن الجوزی کی مراد، تام اور مکمل حمل ہو یعنی حضرت آمنہ کو آپ ﷺ کے علاوہ، تام اور مکمل حمل نہیں ہوا)۔ اسی طرح علامہ واقدی کے قول "لَمْ تَلِدْ آمِنَةُ بِنْتُ وَهْبٍ وَلَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ غَيْرَ رَسُولِ اللَّهِ صلّى الله عليه وسلم (حضرت آمنہ اور حضرت

عبد اللہ کی رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی اولاد نہیں تھی) کی مراد بھی تام اور مکمل بچہ ہو گا، یعنی آپ ﷺ کے علاوہ ابوین کریمین کا کوئی کامل اور تام بچہ نہیں ہوا۔ واللہ اعلم۔

الغرض اس بحث سے ان تمام روایات کا مطلب واضح ہو گیا جن میں صراحتہً یا اشارۃً حضرت آمنہ کے ایک سے زائد حمل یا اولاد کا ذکر ہے۔ اسی طرح اس پوری بحث سے ان ملحدین کے اعتراض کا جواب بھی ہو گیا جو نعوذ باللہ حضرت آمنہ کے کردار اور عفت پر شک کرتے ہیں۔

پوری بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ:

رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ اور تمام جدات پاکدامن اور عفیفات تھیں۔ ملحدین نے تعصب اور عناد میں حضرت آمنہ پر ہرزہ سرائی کی ہے۔ اس بابت ملحدین نے صحت وضعف اور تطبیق کا خیال کیے بغیر مختلف روایات جوڑ کر جو موقف اختیار کیا ہے وہ سراسر غلط ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ اور حضرت عبد المطلب کی شادی ایک مجلس میں نہیں ہوئی کیونکہ حضرت عبد المطلب کی اس شادی کے نتیجے میں حضرت حمزہ پیدا ہوئے جو اس وقت بھی موجود تھے جب حضرت عبد المطلب اپنی نذر پورے کرنے کے لئے حضرت عبد اللہ کو قربان کرنے جارہے تھے۔ حضرت عبد اللہ کی شادی اس نذر کے بعد ہوئی ہے اور پھر آپ ﷺ پیدا ہوئے ہیں۔ یوں حضرت حمزہ آپ ﷺ سے چار یا دو سال بڑے ہیں۔ اگر بالفرض مان لیا جائے کہ حضرت عبد اللہ اور حضرت عبد المطلب کی شادی ایک ہی مجلس میں ہوئی ہے تب بھی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہمبستری بھی ایک ہی وقت میں ہوئی ہو گی۔ ہو سکتا ہے حضرت عبد اللہ نے اتنا عرصہ بعد ہمبستری کی ہو، جس سے حضرت حمزہ اور آپ ﷺ کی عمر میں چار یا دو سال کا فرق آگیا ہو۔ اگر مان لیا جائے کہ حضرت عبد اللہ اور حضرت عبد المطلب کی شادی ایک مجلس میں ہوئی ہو اور ہمبستری بھی ایک وقت میں ہوئی ہو تب بھی حضرت حمزہ اور آپ ﷺ کی عمر میں چار یا دو سال کا فرق ہو سکتا ہے، وہ ایسے کہ حضرت آمنہ کا پہلا حمل ساقط گیا ہو اور دوسرے حمل سے آپ ﷺ پیدا ہوئے ہوں۔ مستشرقین نے اس بابت روایات میں کی صحت وضعف کو دیکھنے اور روایات میں تطبیق کے بجائے اپنی پسند کے مطابق مختلف روایات کو جوڑ کر حسب خواہش نتائج حاصل کرنے کی کوشش کی ہے جو کہ علمی دنیا میں خیانت سمجھی جاتی ہے۔

حوالہ جات

(1) ابن سعد، محمد بن سعد بغدادی (المتوفی 230ھ)، الطبقات الکبریٰ (بیروت: دار صادر)، ج1 ص95۔

(2) محمد بن اسحاق مطلبی مدنی (المتوفی 151ھ)، کتاب السیر والمغازی (بیروت: دار الفکر، 1978ء)، ص42۔

(3) ابن سعد، الطبقات الکبری، ج3ص10۔

(4) ابن سید الناس، محمد بن محمد بن محمد الیعمری، ابو الفتح (المتوفی:734ھ)، عیون الاثر (بیروت، دمشق: دار ابن کثیر)، ج1ص41۔

(5) http://www.ebnmaryam.com/vb/t193826.html, Retrieved 01/01/2022.

(6) http://mol7idine.blogspot.com/2010/07/blog-post_24.html, Retrieved 01/01/2022.

(7) علی بن ابراہیم بن احمد، حلبی، ابو الفرج (المتوفی 1044ھ)، السیرۃ الحلبیۃ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1427ھ)، ج1ص3۔

(8) احمد بن حسین بن علی بن موسی، بیہقی بکر (المتوفی 458ھ)، دلائل النبوۃ ومعرفۃ احوال صاحب الشریعۃ (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1405ھ)، ج1ص175۔

(9) ابن کثیر، اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشي البصري، ابو الفداء (المتوفی:774ھ)، البدایۃ والنہایۃ (دار ہجر للطباعۃ والنشر والتوزیع، 1424ھ)، ج3ص352۔

(10) ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری جعفی، صحیح بخاری (دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، كِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ تَزْوِيجِ الابِ ابْنَتَهُ مِنَ الامَامِ، رقم الحدیث:5134، ج7ص17۔

(11) حلبی، سیرت حلبیہ، ج1ص59۔

12 حلبی، سیرت حلبیہ، ج1ص60۔

13 محولہ بالا

(14) عبد الملک بن ھشام أبو محمد، جمال الدین (المتوفی 213ھ)، السیرۃ النبویۃ (مصر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابي الحلبي وأولادہ، 1375ھ)، ج1ص157۔

(15) وهي عند الكعبة (یہ عورت کعبہ کے پاس ہوتی تھی)۔ ابن اسحاق، کتاب السیر والمغازی، ص42۔

(16) محمد بن یوسف الشامی الصالحی (المتوفی 942ھ)، سبل الھدی والرشاد في سیرۃ خیر العباد (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1414ھ)، ج1ص394۔

(17) ابن سعد، الطبقات الکبری، ج1ص98۔

(18) شامی صالحی، سبل الھدی والرشاد في سیرۃ خیر العباد، ج1ص395۔

(19) شامی صالحی، سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، ج1 ص395۔

(20) حلبی، سیرت حلبیہ، ج1 ص77۔

مصادر ومراجع

1 بیہقی، احمد بن حسین بن علی بن موسی (458ھ)۔ دلائل النبوۃ ومعرفۃ احوال صاحب الشریعۃ۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1405ھ۔

2 ابن اسحاق، محمد بن اسحاق المطلبی (المتوفی 151ھ)۔ کتاب السیر والمغازی۔ بیروت: دار الفکر، 1978ء۔

3 بخاری، محمد بن اسماعیل الجعفی، ابوعبداللہ۔ صحیح بخاری۔ دار طوق النجاۃ، 1422ھ

4 حلبی، علی بن ابراہیم بن احمد، ابوالفرج (1044ھ)۔ السیرۃ الحلبیۃ۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1427ھ۔

5 ابن سعد، محمد بن سعد البغدادی (230ھ)۔ الطبقات الکبری۔ بیروت: دار صادر۔

6 ابن سید الناس، محمد بن محمد بن محمد الیعمری، ابوالفتح (734ھ)۔ عیون الاثر۔ بیروت، دمشق: دار ابن کثیر۔

7 الشامی الصالحی، محمد بن یوسف (942ھ)۔ سبل الھدی والرشاد، فی سیرۃ خیر العباد۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1414ھ۔

8 ابن کثیر، اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشي البصري، ابوالفداء (774ھ)۔ البدایۃ والنہایۃ۔ دار ہجر للطباعۃ والنشر والتوزیع، 1424ھ۔

9 ابن ہشام، عبد الملک بن ھشام أبو محمد، جمال الدین (213ھ)۔ السیرۃ النبویۃ۔ مصر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابي الحلبي وأولادہ، 1375ھ۔

10 http://www.ebnmaryam.com/vb/t193826.html, Retrieved 01/01/2022.

11 http://mol7idine.blogspot.com/2010/07/blog-post_24.html, Retrieved 01/01/2022.